# میر عظمت اللہ بے خبر بلگرامی: بحیثیت شاعر اور تذکرہ نگار

**ڈاکٹر ذرینہ خان**

**شعبہ فارسی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی**

dr.zarina.khan@gmail.co

میر عظمت اللہ نام، بے خبر تخلص ،بارہویں صدی ہجری کے صوفی بزرگ، صافی مشرب شاعر اور تذکرہ نویس گزرے ہیں۔ ان کا تعلق بلگرام سے ہے۔ میر لطف اللہ، المعروف بہ شاہ لدھا بلگرامی واسطی حسینی سید، ان کے والد بزرگوار تھے۔ وہ احمدی تخلص کرتے تھے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی کے نزدیکی رشتہ دار تھے ۔ آزاد نے ان کا ذکر اپنے تذکروں میں خصوصیت سے کیا ہے۔ آزاد کو بے خبر سے نہایت عقیدت اور محبت تھی۔ آزاد بلگرامی نے تذکرہ سرو آزاد میں حافظ کے شعر کے حوالے سے بے خبر کے تخلص کی شاعرانہ توضیح دی ہے:

''بیخبر تخلص بجا میکرد کہ باخبر بے خبر بود و بر قول لسان الغیب حافظ عمل فرمود کہ:

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز          ورنہ در مجلس رندان خبری نیست کہ نیست

(تذکرہ سرو آزاد، ص599)

مولف تذکرہ بے نظیر نے بیخبر تخلص کی یہ شاعرانہ توضیح دی ہے۔

مرزا صائب گویا از حال او خبر دھد:

ھر کہ مست است درین میکدہ ھشیار تر است          ھر کہ از بے خبر ان است خبردار تر است

(تذکرہ بینظیر، ص45)

بیخبر بلگرامی کی زندگی کے حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ تذکروں میں نہیں ملتے ہیں اگرچہ ان کا ذکر تقریباً تمام ہم عصر تذکروں اور بعد کے تذکروں میں ملتا ہے۔ محض چند واقعات ہی نقل ہیں۔ بیخبر کو علم موسیقی سے خاص شغف تھا اور مہارت رکھتے تھے۔ خط شکستہ لکھنے میں خاصی مہارت تھی۔

بیخبر کے اپنے ہم عصر شعرا سے نہایت قریبی تعلقات تھے۔ تذکرہ سفینۂ بیخبر میں انھوں نے مرزا عبد القادر بیدل سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

فقیر را اتفاقی دید وادید ایشان افتاد. حقا کہ در کمال خلق و مزہ و درد و شوق و فقر و دیگر حرف بر زبان نراند"(. سفینۂ بیخبر میں)

بیخبر نے جب اپنے متعلق بیدل کی رائے جاننا چاہی تو بیدل کا جواب تھا:

''ای صاحب بعد مدتی ھمچو شما ھمرنگ را غنیمت یافتہ ایم" (ایضاً)



Scanned with OKEN Scanner

رخصت ہونے سے پہلے بیدلؔ نے بیخبرؔ کے تین اشعار، جو ان کو مرغوب تھے، پڑھے اور روانہ ہوئے۔ وہ اشعار ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

چاک کن سینۂ خود را ،سر راھی دریاب　　　　این قدر ھر زہ چپ وراست دویدن عیب است

کشد پائین محفل قدر من بالانیشان را　　　　بلند افتد چو مقطع یست ساز د حسن مطلع را

خون شدم بیخبرؔ ز دست تحی جامۂ فقر رنگ باید کرد (ایضا)

مذکورہ بالا واقعہ کا ذکر آزاد بلگرامی نے تذکرہ سروِ آزاد اور سفینۂ خوشگو میں موجود ہے۔ (سروِ آزاد، ص 100-599، سفینۂ خوشگو، ص174)

بیدل سے کسی نے پوچھا کہ آخری شعر کا حسن واضح نہیں ہے۔ جواب دیا: فقر میں جو مرتبہ بیخبرؔ کا ہے وہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ اس مفہوم کی شرح میں بیخبرؔ کا یہ شعر پڑھا:

خواھشَ ملک سلیمانی، الہی اینست دولت پایندہ در دست تھی است

ملاقات کے دوران بیدلؔ نے اپنے اشعار بھی بیخبرؔ کو سنائے جو ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

بیدل ھمہ تن خاک شدی لیک چہ حاصل　　　　در خاک نشستن و برآن در نہ نشستی

گویند بھشت جای خوبی ست　　　　آنجا ھم اگر دماغ باشد

(تذکرہ سروِ آزاد، ص 601-600)

آزاد بلگرامی نے سروِ آزاد میں نقل کیا ہے کہ 1134ھ میں انھوں نے بیخبرؔ کے ساتھ بلگرام سے شاجہان آباد تک کا سفر کیا تھا۔ دورانِ سفر شعر و سخن کا چرچا رہا۔ سفینۂ خوشگو میں تحریر ہے کہ ایک بار میر عظمت اللہ بیخبرؔ ملازمت کے حصول کے لیے آگرہ گئے تھے۔ اتفاقاً محمد عاشق ہمت صوبے دار کے ہمراہ سپاہیوں کی بھرتی کے لیے مقرر تھے۔ جب میر بیخبر کی باری آئی تو ان پر نگاہ پڑتے ہی محمد عاشق ہمت نے ناصر علی سرہندی کا یہ مصرہ پڑھا:

بیخبر دیر رسیدی در منزل بستند

(سفینۂ خوشگو، ص173)

آزاد بلگرامی ایک اور واقعہ بیخبر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار بیخبرؔ نے بتایا کہ انھوں نے ایک مطلع کہا۔ ایک شخص نے جو خود کو شاعر کہتا تھا، اس مطلع کے جواب میں ایک مطلع انشائ کیا۔ اس کا مطلع معنی سے معرا تھا۔ حاضرین مجلس نے کہا کہ بیخبرؔ کے مطلع کا لطف ظاہر ہے۔ لیکن تمہارے مطلع کا مفہوم بے لطف ہے۔ اس نے جواب دیا "ہنوز لطف گذاشتن باقی است"۔ مطلع بیخبر نقل ہے:

از صفِ مژگان خونریزش نگاہ آید برون　　　　چون سواریکہ تازی کز سپاہ آمد برون

(سروِ آزاد، ص601)

تذکرہ خزانۂ عامرہ میں آزاد ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ایک بار یکجرؔ نے عبدالواحد وحشت تھانیسری کی زمین میں غزل کہی جس کا مطلع یہ ہے:

| | |
|---|---|
| تاب خونگرمی نمیدارد و دل مانازک است | بادہ کو از جوش بنشیند کہ مینا نازک است |

وحشت تھانیسری کی غزل کا مطلع نقل ہے:

| | |
|---|---|
| چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است | آرزو در سینہ بشکن جلوہ آرائی نازک است |

اسی ضمن میں آزاد ایک واقعہ وحشتؔ کی نسبت سے نقل کرتے ہیں جو ان کو وحشتؔ نے خود سنایا تھا، یہاں اس کا ذکر لطف سے خالی نہیں۔ عبید اللہ جو امرائے عصر میں سے تھا اس نے وحشتؔ سے ایک کام کرنے کا وعدہ کیا لیکن اپنا وعدہ وفا نہیں کیا۔ ایک دن وحشت نے عبید اللہ سے کہا "میں اس شہر میں بارہ عبید اللہ نامی اشخاص کو جانتا ہوں۔" عبید اللہ نے کہا میں ان سے ایک ہوں؟ وحشت نے کہا "نہیں تم عبید اللہ زیاد ہو۔" یہاں یہ دلچسپ نکتہ پوشیدہ ہے کہ ایرانی تیرہ کا ہندسہ نحس (منحوس) سمجھتے ہیں اور گنتی کرتے وقت تیرہ کو زبان پر نہیں لاتے اور "زیاد" کہتے ہیں۔ وحشت نے عبید اللہ کو نحس کہا لیکن وہ یہ نکتہ سمجھ نہیں پایا۔ (تذکرہ خزانہ عامرہ، ص 167)

یکجر کے متعلق محض چند واقعات ہم کو تذکروں میں ملتے ہیں۔ ان کی تاریخ ولادت، پرورش و پرداخت، تعلیم، استاد وغیرہ کے متعلق زیادہ تفصیل نہیں ملتی ہے۔

یکجرؔ کی وفات 1142ھ میں شاہجہاں آباد (دہلی) میں ہوئی۔ انھیں حضرت نظام الدین اولیائؒ کے مزار کے احاطے میں دفن کیا گیا۔ (سرو آزاد، ص602، خزانۂ عامرہ، ص167، سفینۂ خوشگو ص172، تذکرہ بے نظیر ص54، مآثر الکرام ص513، سفینۂ ہندی، ص20)

آزاد بلگرامی نے یکجرؔ کی وفات پر ایک قصیدہ انشائی کیا جس کے ہر مصرع سے ان کی تاریخ وفات نکلی ہے۔ بقول آزاد اس قصیدے کا مطلع اور حسن مطلع "بی خواست ذو قافتین اتفاق افتاد۔" قصیدہ ملاحظہ ہو:

| | |
|---|---|
| میزند جوش تلاطم باز عمان الم | 1142ھ |
| اشک می ریزد بروی لوح مژگانِ قلم | 1142ھ |
| صفحہ احوال ماتم سینہ مجروح کل | 1142ھ |
| سنبل زلف بیان جعد پریشان صنم | 1142ھ |

(تذکرہ سروِ آزاد، ص602)

یکجر کے کلیات میں غزل، قصیدہ، رباعیات اور مثنویاں موجود ہیں۔ ان کے اشعار کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سفینۂ خوشگو میں پندرہ ہزار نقل ہے اور آزاد بلگرامی سات ہزار لکھتے ہیں (خوشگو ص 173، سرو آزاد ص602)



Scanned with OKEN Scanner

آزاد نے چند رسالے بھی تصنیف کیے۔ سفینۂ بیخبر کے نام سے ایک تذکرہ بھی موجود ہے۔ بحیثیت شاعر بیخبرؔ صوفی مشرب، عرفای شعرائ میں بے نظیر، صوفیای صاحب لسان، حقائق اور معارف کی ادائیگی میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ صاحب طرز شاعر ہیں۔

بقول مولف تذکرہ بینظیر "بیخبر، باخبر و بلند فکر، والا نظر، شاعر معارف آگاہ و سخنور حقائق دستگاہ۔ کارنامۂ مانی کاران از نگار خانۂ معنی او نمونۂ، و آب و رنگ گلزار سخن اور خسارۂ ارم رانگلگونہ. خط شکستہ بسیار درست می نوشت. موشگافیھا داشت.(تذکرہ بینظیر، ص45)

بقول تذکرہ سفینۂ ہندی "بیخبر در علم تصوف بسیار مربوط بودہ" (سفینۂ ہندی، ص31)

آزاد بلگرامی ان کے متعلق مدح سرا ہیں:

"طرز کلامش بہ تمکینی ادای خوبان و انداز بیانش بہ دلنشینی عشوہ محبوبان. نکہت خلقش سرمایۂ ختنھا و رنگینیٔ صحبتش سازو برگ چمنھا" خاص و عام راغب مجلس خاص بودند و دخور استعداد طرفی می بستند"

(ماثرالکرام، ص317)

بیخبرؔ کے اشعار میں دنیا کی ناپائیداری، دنیاوی جاہ و دولت کے حصول سے بے پرواہی، ظاہر داری سے پرہیز، باطن کی صفائی، خدا کا قرب حاصل کرنے کی تمنا اور ترغیب کو حاصل عمر بتایا ہے۔ بطور نمونہ بیخبر کے کلام سے اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

گرچہ شب در خواب و روزم در قدح نوشی گذشت
این قدر شادم کہ عمر من بہ بیھوشی گذشت

بی نیازی ھمتی دارد کریمان واقف اند
ماھم از دست رد خود چیزھا بخشیدہ ایم

ترک محبت من ناشاد کرد و رفت
گفتم کہ من غلام تو، آزاد کرد و رفت

ناتوان لیلیٰ شدن حیف است آھنگ جنون
این قدر کز خویش برمی آئی از محمل برآ

**رباعی**

ملکم ملکم ارض و سما ھم ھستم
تنھا نہ خودم بلکہ خدا ھم ھستم

ای بیخبران کہ منکر من ھستید
غافل چہ نشستید شما ھم ھستم

(سفینۂ خوشگو، ص174-75)

لعل و مرجان اعتباری بیش نیست
گوھر مقصود عالم گندم است

کہ کردہ ترک تعلق کدام آزاد است؟
بریدہ از دو جھان باخدا گرفتار است

حریف مشت خاکم گرد بادی نیست در عالم
مرا از کوی او کی گردش ایام بردارد

با تو من باشی و با من تو شوم، ھرچہ رضا
یاری آن نیست کہ یک جاں و دو تن می باید

(تذکرہ بینظیر، ص46-47)



Scanned with OKEN Scanner

مذکورہ بالا شعر میں جو خیال بیخبرؔ نے نظم کیا ہے، امیر خسروؔ اس خیال کو چھ سو سال قبل شعر کے قالب میں ڈھال چکے ہیں:

من تو شدم، تو من شدی، من تن شدم، تو جاں شدی — تا کس نگوید بعد ازین، من دیگرم تو دیگری

(امیر خسرو)

لب از گفتار باید بست گر دل صاف میخواهی — که این آئینه را از ترزبانی زنگ میگیرد
عالمی گردیدم، اماره نبردم سوی او — تا بگرد خویش گشتم حلقه بر آن در زدم
محال است این که گرد دو عالم بالا پسند من — نه بیند پیش پای خویشتن عزم بلند من
خبر از شاخ و برگ خود ندارم، اینقدر دانم — دو عالم رنگ بازد گر خزاں آرد درخت من

(خزانۂ عامرہ، ص170)

کجا تاب رخ خورشید دارد دیدۂ شبنم — تو در بزم آمدی من خویش را سنجیدم و رفتم
کس نیست بعالم که شود همنفس ما — ای بیکسی اکنون تو شدی دادرس ما
این جهان و آن جهان تبدیل جای بیش نیست — آنچه پنداری بقا آخر به تغییر فناست
شکوۂ از بیوفائیهای معشوقم نبود — یاد چندانی که شد بیگانه آخر آشناست

(مآثر الکرام، ص318-19)

بیخبرؔ کی شہرت بحیثیت تذکرہ نویس بھی ہے۔ انھوں نے فارسی گو شعرا کا تذکرہ ترتیب دیا ہے، جو معاصر شعرائے کے تعلق سے اہم مآخذ کا درجہ رکھتا ہے۔ سفینۂ بیخبرؔ میں جن شعرا کو شامل تذکرہ کیا ہے ان کا تعلق جہانگیر بادشاہ کے زمانے سے شاہ عباس صفوی کے زمانے تک اور عرفی شیرازی اور ثنائی کے بعد سے مولف کے زمانے تک یعنی محمد شاہ اور محمود شاہ افغان کے زمانے تک کے شعرا کا ذکر شامل ہے۔ سفینۂ بیخبر کی تالیف ۱۱۴۱ھ میں ہوئی، یعنی اپنی وفات سے ایک سال پہلے تذکرہ تالیف کیا۔

تذکرے میں شامل شعرا کا مختصر احوال و آثار، نام و تخلص کے حروف اول کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔ سفینہ کی ابتدا احمدی بلگرامی کے ذکر سے ہوتی ہے اور احمد یار خان کے ذکر پر تمام ہوتی ہے۔ تذکرے میں جن شعرا کا احوال قدرت تفصیل سے نقل کیا ہے ان کا کلام بھی طویل تحریر کیا ہے۔ ان شعرائے میں ناصر علی، اسیر، طالب آملی، صائب، بیدل اور وحید قزوینی قابل ذکر ہیں۔ بعض شعرا کا انتخاب طویل نقل کیا ہے لیکن احوال مختصر ہے۔ ان میں اوجی نطنزی، ایجاد، الہی، شاپور تہرانی وغیرہ ہیں۔ مقدمے میں مولف نے اعتراف کیا ہے کہ اس مجموعے میں بعض شعراء ایسے ہیں جنھوں نے دس بیس سے زیادہ شعر نہیں کہے ہیں، حتیٰ کہ بعض ایسے ہیں جنھوں نے ایک شعر سے زیادہ نہیں کہا۔

جیسا کہ خود بیخبر نے نقل کیا ہے کہ ان کا مقصد مفصل تذکرہ لکھنا نہیں ہے۔ انھوں نے اپنے ذوق کے مطابق اعلیٰ معیار کے اشعار ہی نقل کیے ہیں۔ ہندوستان اور ایران دونوں ملکوں کے شعرائے کو شامل کیا ہے۔



Scanned with OKEN Scanner

مصنف نے شعراء کے احوال حتی الامکان ذاتی معلومات، دوست احباب، قرابت داروں اور شاگردوں سے حاصل کردہ معلومات کے ذریعہ فراہم کیے ہیں۔ ہم عصر شعرائ کے احوال کے لیے یہ تذکرہ انتہائی اہم اور مستند ومعتبر مآخذ ہے۔ سفینۂ بیخبر کا طرز نگارش سادہ اور رواں ہے۔ تصنع اور آورد سے عاری ہے۔ شعرا کا ذکر مختصر طور پر کہیں دو دو یا چار چار سطر میں بیان کیا ہے۔ اس تذکرے میں ایک ہزار پچاس شعرا کا ذکر ہے۔ علی رضا نقوی لکھتے ہیں کہ اس میں 978 شعراء کا ذکر ہے۔ یہ تذکرہ ۱۴۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر ظفر اقبال کے مرتب کردہ تذکرے میں 147 صفحات ہیں۔ سفینۂ بیخبر کے تین قلمی نسخے دستیاب ہیں:

## قلمی نسخے:

۱- سفینۂ بیخبر: احسن گلکشن، ۸/920، مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ نسخہ مکمل ہے، صفحات 381، سائز 72x108 سینٹی میٹر۔

۲- سفینۂ بیخبر: میر عظمت اللہ بیخبر بلگرامی، یونیورسٹی لاہور، پنجاب، ذخیرہ شیرانی، 1498 نمبر، مکتوبہ 1194ھ۔ یہ شیخ قطب الدین کے لیے لکھا گیا۔ خط شکستہ، کاغذ خاکی اور بوسیدہ ہے۔ کاتب شکر اللہ مینائی ہیں۔

۳- سفینۂ بیخبر: لاہور یونیورسٹی، کیٹلاگ نمبر 1144، 39ھ کا مکتوبہ ہے۔ میر نظام الدین حسینی کی مہر ہے، بیخبر کی وفات 1124ھ میں ہوئی اور اس نسخے کی کتابت 1144ھ ہے۔ اس لیے یہ مصنف کے عہد سے قریب ترین نسخہ ہے۔ معتبر نسخہ ہے۔ اوراق ۱۴۱ ہیں۔

## مآخذ:


۱- سرو آزاد، میر غلام علی آزاد بلگرامی، تحقیق، تدوین، تصحیح، ترتیب، مقدمہ و حواشی از ڈاکٹر زرّینہ خان، مطبوعہ براؤن بک پبلیکیشن، دہلی

۲- مآثر الکرام فی تاریخ بلگرام، میر غلام علی آزاد بلگرامی، مطبوعہ کتب خانہ آصفیہ، حیدرآباد، 1910ء/1328ھ

۳- خزانۂ عامرہ، میر غلام علی آزاد بلگرامی، مطبوعہ نول کشور، کانپور

۴- سفینۂ ہندی، بھگوان داس ہندی، مطبوعہ لیبل لیتھو پریس، رمنہ روڈ، پٹنہ، 1958ء

۵- سیفنۂ بیخبر، میر عظمت اللہ بیخبر مخطوطہ، آزاد لائبریری، ذخیرۂ احسن ۸/920

۶- سفینۂ خوشگو (دفتر ثالث)، بندرابن داس خوشگو، مرتبہ سید شاہ محمد عطا الرحمن کاکوی، ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی، لیبل لیتھو پریس، پٹنہ، مطبوعہ مارچ 1959ء

۷- تذکرہ بے نظیر، مرتبہ سید منظور علی، تالیف سید عبد الوہاب افتخار، سینٹ ہاؤس الہ آباد مطبوعہ جامعہ الہ آباد، 1940ء

۸- تذکرہ نویسی در ھند و پاکستان (فارسی)، سید علی رضا نقوی، مؤسسۂ مطبوعات علمی، تہران، 1964ء


☆☆☆



Scanned with OKEN Scanner